التحذیر من البدع

بدعات و رسوم سے اجتناب

سماحۃ الشیخ عبد العزیز بن باز حفظہ اللہ

ناشر

سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں و کشمیر

جمعیۃ منزل، بربرشاہ، سری نگر۔ ۱۹۰۰۱

التحذیر من البدع

بدعات ورسوم سے اجتناب

سماحتہ الشیخ عبدالعزیز بن باز حفظہ اللہ

سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں وکشمیر
جمعیتہ منزل بربرشاہ، سری نگر- ۱۹۰۰۰۱ (کشمیر)

برائے مفت تقسیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایک دردمندانہ گزارش

آج الحاد اور خدا فراموشی کا ایک پرفتن دور ہے روحانی اور اخلاقی قدروں کو پامال کیا جا رہا ہے۔ انسان جو اشرف المخلوق تھا ارذل المخلوق بنا ہے۔ زن، زر اور زمین کے لالچ نے انسان کو انسان کا شکاری بنا دیا ہے۔ ایٹم بموں میزائیلوں اور کیمیاوی ہتھیاروں کے موجدوں نے خون انسانی کو ارزاں کر دیا ہے۔ اس پر تعجب کی بات یہ کہ یہی الحاد پسند اور سفّاک دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لئے یہ کہتے پھرتے ہیں کہ دنیا میں کوئی جھگڑا، نزاع اور اختلاف ہے تو وہ صرف مذہب کی وجہ سے ہے اس لئے مذہب کو دنیا سے ختم کیا جانا ضروری ہے اس مکروہ پروپیگنڈے کا سب سے بڑا ہدف ونشانہ اسلام کو بنایا جا رہا ہے اس اسلام کو جو پوری انسانیت کے لئے امن وسلامتی کا پیغامبر ہے جس اسلام کا پیغمبر رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جس نے اس ٹریجڈی کے علاوہ دوسری الم انگیز بات یہ ہے کہ مسلمان اپنے دین ومذہب سے بے اعتنائی برت رہا ہے۔ سنت رسول اللہ جس پر اسلام کی پوری عمارت کھڑی ہے، سے انحراف کر رہا ہے خصوصاً ہماری نئی نسل جو جدید تعلیم سے آراستہ ہو رہی ہے لادینی افکار ونظریات سے متاثر ہو کر ننگ اسلام بن رہی ہے۔ ایسے حالات میں قرآن وسنت کی تعلیمات کو عام کرنے کی کس درجہ ضرورت ہے محتاج بیان نہیں سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ کا قیام اسی لئے عمل میں لایا گیا ہے تاکہ اس کے ذریعہ ایسا لٹریچر فراہم کیا جائے جو نہ صرف مسلمانوں کے لئے بلکہ پوری انسانیت کیلئے باعث ہدایت ورحمت ہو۔ خالق ومخلوق کے تعلقات کو استوار کر کے الحاد وزندقہ شرکیات وبدعات، ظلم وناانصافی، فحاشی وعریانی اور دوسری برائیوں کے زہر کو زائل کرنے میں مؤثر ثابت ہو۔ حق تعالیٰ شانہ ہمیں اس نیک مقصد میں کامیابی عطا فرمائے۔

چیئرمین
سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں وکشمیر
جمعیۃ منزل، بربرشاہ سری نگر ۱۹۰۰۰۱ کشمیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ وعلی آلہ وصحبہ ومن اہتدای بھدٰہ!

حضور علیہ السلام کی پیدائش کے دن کو تہوار کے طور پر اہتمام سے منانے اور اس دن کھڑے ہو کر خصوصی سلام پڑھنے کے متعلق کئی مرتبہ سوال ہوا ہے کہ شریعتِ اسلامیہ میں اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: حضور علیہ السلام یا ان کے علاوہ اور کسی کی پیدائش کے دن خاص اہتمام کرنا جائز نہیں، کیونکہ یہ تمام امور بدعت ہیں، حضور علیہ السلام یا صحابہ کرام سے اس کا ثبوت نہیں ملتا اور نہ ہی تابعین عظام نے اس کا اہتمام فرمایا ہے۔ حضور علیہ السلام کا فرمان ہے:

"مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا ھٰذَا مَا لَیْسَ مِنْہُ فَھُوَ رَدٌّ"۔

"ہمارے دین اسلام میں جو بھی کسی نئے کام کا اضافہ کیا جائے وہ مردود اور ناقابل قبول ہے"۔

ایک اور حدیث میں ہے:

علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین من بعدی تمسکوا بھا وعضوا علیھا بالنواجذ وایاکم ومحدثات الامور فان کل محدثۃ بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ"۔

"میری سنت پر عمل کرو اور میرے خلفاء کے طریقے کو مضبوطی سے پکڑو جو ہدایت یافتہ ہیں اور بدعات وخرافات سے اجتناب کرو کیونکہ ہر نیا کام بدعت ہوتا ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے"۔

ان دو حدیثوں میں بدعت کے ارتکاب پر سختی کی گئی ہے
اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

۱۔ "وما آتاکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا!"	"میرا رسول جو چیز تمہیں دے اسے لے لو اور جس سے منع کرے اس سے رک جاؤ"۔
۲۔ "فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ ان تصیبھم فتنۃ او یصیبھم عذاب الیم!"	"جو لوگ ہمارے رسول ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں انہیں دنیا میں آزمائش اور آخرت میں دردناک عذاب سے ڈرنا چاہیے"۔
۳۔ "لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجوا اللہ والیوم الآخر وذکر اللہ کثیرا۔"	"ہمارا رسول ﷺ تمہارے لیئے بہترین نمونہ ہے جو انسان اللہ سے قیامت کے دن اچھے انجام کی توقع رکھتا ہے اور اللہ کو بکثرت یاد کرتا ہے وہ یقیناً رسول ﷺ کی سنت پر عمل کرے گا"۔
۴۔ "الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔"	"میں نے دین مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت کو پورا کر دیا ہے اور تمہارے لیئے دین اسلام کو پسند فرما لیا ہے"۔

اور اس قسم کی بہت سی آیات ہیں۔ اگر اس قسم کے تہواروں کو منایا جانے تو مطلب یہ ہوا کہ اس امت کے لیئے یہ دین نامکمل تھا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کماحقہ ہم تک نہیں پہنچایا اور متاخرین نے ان بدعات کو جاری کر کے بزعم خویش دین کی تکمیل کی ہے ورنہ یہ سمجھتے ہیں کہ اس قسم کی خرافات سے ہمیں اللہ کا قرب حاصل ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اور

اس کا رسول ان سے بری ہیں۔ اس نے اپنے بندوں کے لئے دین کو مکمل اور اپنی نعمت کو پورا کر دیا ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دین اسلام کو ہم تک پہنچا دیا ہے۔ اور ایسا کوئی راستہ نہیں چھوڑا جو جنت کے قریب اور جہنم سے دور رکھنے والا ہو جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے:

"ما بعث اللہ من نبی الا کان حقا علیہ ان یدل امتہ علی خیر ما یعلمہ لہم وینذرہم شر ما یعلمہ لہم" (مسلم)

"ہر نبی کا یہ فریضہ ہوتا ہے کہ وہ اپنی امت کو خیر خواہی کے کاموں کی تعلیم دے اور برے کاموں سے بچنے کی تلقین کرے۔"

اور معلوم ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء سے افضل اور اعلیٰ ہیں۔ اور دین کو پہنچانے کے لحاظ سے کامل ہیں اور اس قسم کی محافل کا اہتمام ضروری ہوتا تو ضرور بیان فرماتے اور نہ ہی صحابہ کرام یا تابعین عظام سے اس کا اہتمام ثابت ہے۔ جب قرن اولیٰ میں اس کا ثبوت نہیں ملتا تو واضح ہے کہ دین اسلام سے اس کا کوئی تعلق نہیں بلکہ یہ ان امور سے ہے جو بعد کی پیداوار ہیں۔ جو چیز بھی دین کا حصہ بنا کر دین میں داخل کر دی جائے وہ گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں لے جاتی ہے۔ حضور علیہ الصلاۃ والسلام ہر خطبہ جمعہ میں فرمایا کرتے تھے:

اما بعد فان خیر الحدیث کتاب اللہ وخیر الھدی ھدی محمد صلی اللہ علیہ وسلم

بہترین راستہ اللہ تعالیٰ کی کتاب سے ملتا ہے اور خیر وہدایت کا سرچشمہ سنت رسول ہے۔ اور بدترین وہ کام ہیں جو اپنی طرف سے اضافہ

وشر الامور محدثاتها وکل بدعۃ ضلالۃ (مسلم)

کر کے دین کا حصہ بنا لیے جائیں، اور ہر نیا کام گمراہی اور ضلالت پر منتج ہوتا ہے۔

اس سلسلہ میں بہت سی احادیث اور آیات وارد ہیں اور علمائے امت نے بھی اس قسم کی محفلوں کا انکار کیا ہے اور دلائل شرعیہ سے اسکا ناجائز ہونا ثابت کر کے ان سے بچنے کی تلقین فرمائی ہے۔ البتہ بعض متاخرین نے چند شروط کے ساتھ اسے جائز قرار دیا ہے، مثلاً

۱۔ اللہ تعالیٰ کے رسولؐ کے متعلق غلو نہ کیا جائے۔

۲۔ مرد اور عورتوں کا باہمی اختلاط نہ ہو۔

۳۔ آلاتِ موسیقی کا استعمال نہ ہو وغیرہ۔

اور انہوں نے یہ سمجھا ہے کہ یہ بدعت حسنہ ہے، شریعت مطہرہ کا یہ قاعدہ ہے کہ جس معاملے میں نزاع ہو جائے اسے کتاب اللہ، سنتِ رسول اللہ پر پیش کیا جائے جیسا کہ فرمانِ خداوندی ہے:

"یا یھا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولوا الامر منکم فان تنازعتم فی شئ فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الاخر ذلک

ایمان والو! اللہ اور اس کے رسولؐ کا کہا مانو اور اپنے حکمرانوں کی بات کا بھی انکار نہ کرو البتہ تنازع و اختلاف کی صورت میں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ میں حق تلاش کیا جائے۔ اگر تم مومن ہو اور آخرت پر تمہارا یقین ہے تو

"خیر و احسن تاویلا"۔ اسی طرح چلو یہی مسلمان کا راستہ اور انجام کے لحاظ سے بہتر ہے"۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

"وما اختلفتم فی شئی فحکمہ الی اللہ"۔ جس امر کے متعلق تمہارا اختلاف ہوجائے اُسے اللہ کی طرف واپس کر دو یعنی اللہ کی شریعت میں اس کا حل تلاش کرو۔

تو ہم نے اس مسئلہ کو اللہ کی کتاب پر پیش کیا تو اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی کتاب میں ہمیں اتباعِ رسول ﷺ کا حکم دیتے ہیں۔ نیز اس نے اپنے دین کو مکمل کر دیا ہے اس قسم کے دنوں کا اہتمام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں تو نتیجہ یہ نکلا کہ یہ اس دین سے نہیں ہے جو آسمان سے اتارا گیا ہے اور جس کی اتباع کے ہم مامور ہیں اسی طرح ہم نے اسے سنتِ رسول ﷺ پر پیش کیا تو معلوم ہوا کہ نہ اسے حضور علیہ السلام نے خود کیا ہے اور نہ ہی یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے اور نہ ہی اس کا حکم دیا گیا ہے تو معلوم ہوا کہ یہ ان بدعات و محدثات سے ہے جو بعد میں جاری کی گئی ہیں اور انہیں دین کا حصہ بنا دیا گیا ہے دراصل یہ یہود و نصاریٰ سے مشابہت ہے کہ وہ بھی عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کا دن بڑے اہتمام سے مناتے ہیں۔ جس انسان کو تھوڑی سی بصیرت ہے اور وہ تلاشِ حق میں شوق رکھتا ہے اور عدل و انصاف کا چاہنے والا ہے پہچانتا ہے کہ اس قسم کی محفل میلاد کا انعقاد دین سے نہیں بلکہ ان امور سے ہے جن کے ترک کرنے اور ان سے منع کرنے کا

ہمیں حکم ہوا ہے۔ میلاد منانے والوں کی اکثریت دیکھ کر عقل مند کو دھوکہ نہیں کھانا چاہیئے کیونکہ حق کثرت سے نہیں بلکہ شرعی دلیل سے پہچانا جاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ کے متعلق فرمایا ہے:

"وقالوا لن یدخل الجنۃ الا من کان ھودا او نصاریٰ تلک امانیھم قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین"

"انہوں نے کہا کہ یہود و نصاریٰ کے علاوہ اور کوئی ہرگز جنت میں داخل نہیں ہو سکتا۔ یہ تو اُن کی دل کی باتیں ہیں۔ کہہ دیجئے اگر تم سچے ہو تو اس دعوے کو دلیل سے ثابت کرو"۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

"وان تطع اکثر من فی الارض یضلوک عن سبیل اللہ"۔

کہ اگر تو اکثریت کی بات مانے گا تو یہ تجھے ضرور اللہ کے راستہ سے روک دیں گے"۔

پھر اس قسم کی محفلیں بدعت ہونے کے ساتھ ساتھ منکرات و فواحش پر مشتمل ہوتی ہیں، مردوں اور عورتوں کا باہمی اختلاط گانے بجانے اور آلاتِ موسیقی کا استعمال شراب اور دیگر منشیات کا استعمال اس پر مزید ہے۔ بسا اوقات تو شرکِ اکبر کا بھی ارتکاب کیا جاتا ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کی مدح و تعریف میں غلو اولیاء اللہ سے مدد طلب کرنا اور عقیدہ رکھنا کہ وہ غیب دان ہیں۔ اس قسم کے دیگر امور کفریہ ان محفلوں میں انجام دیئے جاتے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ سے صراحتاً آیا ہے:

"ایاکم والغلو فی الدین فانما

اھلک من کان قبلکم الغلو فی الدین"۔

"دین میں غلو کرنے سے بچو کیونکہ تم سے پہلے لوگ دین میں غلو کی وجہ سے ہلاک ہوئے ہیں۔

دوسری حدیث میں ہے:

"لا تطرونی کما اطرت النصاری ابن مریم انما انا عبد فقولوا عبد اللہ ورسولہ"۔

میری تعریف کے وقت حد سے تجاوز نہ کرو جیسا کہ عیسائیوں نے عیسیٰ بن مریم کو خدا کا بیٹا بنا دیا میں اس کا بندہ ہوں اس لئے اس کا بندہ اور رسول کہو"۔

یعنی مجھے اس قدر مت بڑھاؤ جیسا کہ نصاریٰ نے ابن مریم کو بڑھا دیا، میں تو صرف بندہ ہوں، مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسولؐ کہا جائے۔ اور پھر یہ عجیب بات ہے کہ اکثر لوگ اس قسم کی محفلوں میں حاضری کا تو بہت اہتمام کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے حقوق و فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی کرتے ہیں۔ بلاشبہ یہ ایمان کی کمزوری اور خداداد بصیرت کی کمی ہے اللہ تعالیٰ سے ہم عافیت چاہتے ہیں۔ بعض لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس قسم کی محفلوں میں بنفسِ نفیس تشریف لاتے ہیں اور اسی لئے یہ لوگ سلام پڑھتے ہوئے اور اھلاً و سہلاً کہتے ہوئے تعظیماً کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یہ سب سے بڑا جھوٹ اور بدترین جہالت کا نتیجہ ہے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم قیامت سے پہلے اپنی قبر سے نہیں نکلیں گے۔ اور

نہ ہی کسی سے ملاقات کا امکان ہے اور نہ ہی وہ ان اجتماعات میں حاضر ہوتے ہیں بلکہ وہ تو قیامت تک اپنی قبر میں تشریف فرما ہیں اور اُن کی رُوح پروردگار عالم کے پاس اعلیٰ علیین میں ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں:

"ثم انکم بعد ذالك لمیتون ثم انکم یوم القیامة تبعثون۔"

اور حضور علیہ السلام نے فرمایا:

"فانا اول من ینشق عنه القبر یوم القیامة فانا اول شافع واول مشفع۔"

"قیامت کے دن قبر سے میں سب سے پہلے اُٹھوں گا اور سب سے پہلے سفارش کروں گا اور سب سے پہلے میری سفارش قبول ہوگی۔"

یہ آیت کریمہ اور یہ حدیث شریف دلالت کرتی ہیں کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام فوت ہو چکے ہیں اور قیامت کے دن اپنی قبر سے نکلیں گے۔ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جو علمائے امت کے اجماع سے ثابت ہے۔ کسی کو بھی اس میں اختلاف نہیں۔ مسلمان کو چاہیئے کہ اس قسم کے امور میں چوکس رہے اور جاہلوں نے جو بدعات و خرافات ایجاد کر رکھی ہیں ان سے اجتناب کرے۔ واللہ المستعان وعلیہ التکلان ولاحول ولا قوۃ الا بہ!

باقی رہا پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام پر درود و سلام کا مسئلہ تو یہ نہایت ہی بابرکت عمل اور نیک کام ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

ان اللہ وملئکتہ یصلون

"اللہ تعالیٰ اپنے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں

علی النبی یایها الذین امنوا صلوا علیه وسلموا تسلیما۔"

اور فرشتے بھی دعائے مغفرت کرتے ہیں۔ بنا بریں ایمانداروں کو بس چاہیئے کہ اللہ کے رسول ﷺ پر درود و سلام بکثرت پڑھا کریں

حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا فرمان ہے:

"من صلی علی واحدۃ صلی اللہ علیہ بہا عشرا!"

جو انسان مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجتے ہیں!

یہ درود و سلام ہر وقت ہی مشروع ہے ہر نماز کے بعد اس کی تاکید کی گئی ہے۔ آخری تشہد میں علماء کی اکثریت کے نزدیک واجب ہے۔ اذان کے بعد اور جمعہ کے دن اور رات کو اور جب آپ کا نام لیا جائے اور اس قسم کے دیگر مواقع پر خصوصیت کے ساتھ پڑھنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں دین کو سمجھنے اور اس پر ثابت قدم رہنے کی توفیق دے اور طریقۂ نبوی ﷺ کے مطابق عمل کرنے کی توفیق ارزانی بخشے اور بدعات و خرافات سے بچا رکھے۔ انہ جواد کریم وصلے اللہ وسلم علی نبینا محمد وآلہ وصحبہ!

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت

"آج میں نے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت کو تم پر پورا کر دیا ہے اور تمہارے

الرسالۃ الثانیۃ

معراج کی رات خاص اہتمام کا حکم!

الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ وعلیٰ آلہ وصحبہ۔

اما بعد۔ اس میں شک نہیں کہ معراج اللہ تعالیٰ کے رسولؐ کی صداقت پر بین دلیل ہے اور اللہ تعالیٰ کے پاس آپؐ کی قدر و منزلت کا واضح ثبوت ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کی قدرت کے بہت سے دلائل اس واقعہ میں پوشیدہ ہیں،

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حولہ لنریہ من اٰیٰتنا انہ ھو السمیع البصیر۔"	"پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے کو رات کے کچھ حصے میں مسجد حرام سے لے کر بابرکت مسجدِ اقصیٰ تک سیر کرائی" تاکہ ہم اپنے بندے کو اپنی نشانیاں دکھائیں بلاشبہ اللہ تعالیٰ سننے والا اور دیکھنے والا ہے"۔

اللہ تعالیٰ کے رسولؐ سے تواتراً ثابت ہے کہ وہ آسمانوں کی طرف گئے" اور

آپؐ کے لیئے تمام دروازے کھول دیئے گئے حتیٰ کہ آپؐ نے ساتویں آسمان کو بھی عبور کر لیا اور اپنے رب سے ہمکلام ہوئے" اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں فرض کیں۔ پہلے پچاس تھیں اور آپؐ کے بار بار سوال کرنے سے پانچ رہ گئیں۔ پس یہ فرضیت کے اعتبار سے پانچ ہیں جبکہ اجر و ثواب کے لحاظ سے پچاس ہیں۔ کیونکہ اللہ کے ہاں ایک نیکی کا دس گنا اجر ملتا ہے۔ فللّٰہ الحمد والشکر۔

یہ رات جس میں معراج ہوا' احادیث اس کی تعیین کے متعلق خاموش ہیں۔ جن روایات میں اس کی تعیین کا ثبوت ملتا ہے وہ حضور علیہ السلام سے ثابت نہیں۔ اس میں بھی کوئی اللہ کی حکمت ہے کہ لوگوں کو بھلا دیا گیا ہے۔ اگر اس کی تعیین ثابت ہوتی تو بھی مسلمانوں کیلئے جائز نہ تھا کہ عبادت و ریاضت کے لیئے اسے خاص کریں یا اس رات کوئی خاص اہتمام کریں۔ کیونکہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام اور آپؐ کے صحابہؓ سے قولاً یا عملاً کچھ بھی ثابت نہیں۔ اگر انہوں نے کیا ہوتا تو ضرور ہم تک پہنچتا۔ اللہ تعالیٰ کے نبیؐ نے اسلام کو ہم تک پہنچایا ہے اور امانت کو ادا کیا ہے۔ اگر یہ رات باعث تعظیم ہوتی تو حضورؐ ضرور پہنچاتے اور چھپا کر نہ رکھتے۔ جب کچھ بھی نہیں ہوا تو واضح ہے کہ اس کی تعظیم اور اہتمام اسلام سے نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے دین کو مکمل کر دیا ہے اور نعمت کو پورا کر دیا ہے۔ جیسا کہ سورۃ المائدہ میں فرمانِ خداوندی ہے:

"الیوم اکملت لکم دینکم وانممت علیکم نعمتی ورضیت	"آج میں نے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت کو تم پر پورا کر دیا ہے اور تمہارے

لکم الاسلام دینا۔" لیے دینِ اسلام کو پسند کر لیا ہے"!

اور جو انسان دین میں کسی چیز کا اضافہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے با ایں الفاظ تردید فرمائی ہے:

"ام لھم شرکاء شرعوا لھم من الدین ما لم یاذن بہ اللہ ولولا کلمۃ الفصل لقضی بینھم وان الظالمین لھم عذاب الیم۔"

"کیا اِن کے ہاں ایسے شریک ہیں جو اِس طرح کی شریعت سازی کرتے ہیں جس کی اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی۔ اگر اِنصاف کا دن نہ ہوتا تو ان کے حق فیصلہ کر دیا جاتا۔ بلا شبہ ظلم پیشہ لوگ دردناک عذاب میں مبتلا ہوں گے"۔

احادیث میں بھی بدعات سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ یہ گمراہی تک لے جانے والی ہے۔ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا:

"من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد"!

"جس نے ہمارے دین میں کسی نئی چیز کا اضافہ کیا وہ مردود اور ناقابل قبول ہوگا"!

دوسری روایت میں ہے:

"من عمل عملا لیس علیہ امرنا فھو رد" (مسلم)

"جو کوئی ایسا کام کرتا ہے جس پر ہماری مہر نہیں وہ رد کر دیا جائے"۔

اور آپؐ ہر خطبہ جمعہ میں فرمایا کرتے تھے۔

"اما بعد فان خیر الحدیث کتاب اللہ وخیر الھدی ھدی محمد صلی اللہ علیہ وسلم وشر الامور محدثاتھا وکل بدعۃ ضلالۃ!" (مسلم) (ترجمہ گزر چکا ہے)

حضرت عرباض رضؓ بن ساریہ فرماتے ہیں کہ آپ نے ایک دن اس قدر موثر انداز میں وعظ فرمائی کہ دل دہل گئے اور آنکھیں اشکبار ہوگئیں۔ ہم نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ گویا کہ یہ آخری اور الوداعی وعظ ہے۔ ہمیں وصیت کیجئے۔ تو آپؐ نے فرمایا:

"اوصیکم بتقوی اللہ والسمع والطاعۃ وان تامر علیکم عبد فانہ من یعش منکم فسیری اختلافا کثیرا فعلیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین من بعدی تمسکوا بھا وعضوا علیھا بالنواجذ وایاکم ومحدثات الامور فان کل محدثۃ بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ!"

"میں تمہیں اللہ سے ڈرنے اور اس کی بات سننے اور اطاعت کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ اگرچہ تم پر کوئی غلام ہی حکومت کیوں نہ کرے اس کی بات کو بھی ماننا ہے میرے بعد جو زندہ رہا وہ بہت اختلاف دیکھے گا۔ اندریں حالات تمہیں میرے طریقہ اور میرے خلفاء کے راستے کو مضبوطی سے تھامے رکھنا اور بدعات وخرافات سے اپنے دامن کو بچائے رکھنا ہوگا۔ کیونکہ ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت ضلالت اور گمراہی ہے!"

اس سلسلہ میں بہت سی احادیث آئی ہیں۔ یہ بات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور سلف صالحین سے ثابت ہے۔ بدعت سے ڈرانا اور ڈرنا چاہیئے۔ یہ دین میں ایک زیادتی ہے جسکا اللہ تعالیٰ نے حکم نہیں دیا اور یہود و نصاریٰ کے ساتھ اس کو تشبیہ دی گئی ہے جنھوں نے دین میں زیادتی اور بدعات داخل کر دیں اس سے دین اسلامی میں نقص لازم آتا ہے اور اس کے مکمل ہونے کے باوجود اس پر اتہام ہے اور اس سے بہت بڑا فساد رونما ہوتا اور اللہ تعالیٰ کے کے اس فرمان کے ساتھ ٹکراؤ پیدا ہوتا ہے:

"الیوم اکملت لکم دینکم" الخ!

اور یہ احادیث رسول کے بھی صریحاً مخالف ہے جو کہ بدعت سے ڈرانے اور اس سے نفرت کے متعلق وارد ہیں۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ جو دلیلیں اس بدعت کے انکار، اس میں خصوصی اہتمام کرنے اور اس سے ڈرانے اور ڈرانے کے سلسلہ میں، ہم نے پیش کی ہیں وہ حق کی تلاش کرنے والے کے لیے کافی شافی ہوں گی۔ دین اسلام سے اس کا دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔
چونکہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے نصیحت کرنا واجب قرار دیا ہے اور اس کا بیان کرنا اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے مشروع کیا ہے اور علم کو چھپانا حرام قرار دیا ہے لہذا میں نے اس بدعت سے اپنے مسلمان بھائیوں کو تنبیہ کی ہے جو کہ اکثر ملکوں میں پھیل چکی ہے۔ یہاں تک کہ بعض لوگوں نے اسے دین کا حصہ سمجھ لیا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے سوال ہے کہ مسلمانوں کے حالات درست فرمائے اور ان کو دین کی سمجھ عطا فرمائے۔ ہمیں اور ان کو حق اختیار کرنے کی اور اس پر ثابت قدمی کی نیز اس کے خلاف سے بچنے (کہ جو اس کا مخالف ہو وہی اس سے بچ سکتا ہے) کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وصلی اللہ وسلم وبارک علی عبدہ ورسولہ نبینا محمد وآلہ وصحبہ۔

الرسالۃ الثالثۃ

شعبان کی پندرھویں رات کو لوگوں کا عبادت کیلئے اکٹھا ہونا

الحمد للہ جس نے ہمارے لیے دین کو مکمل کیا اور ہم پر اپنی نعمتوں کو پورا کیا۔ درود وسلام ہو اللہ کے نبی اور اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے:

"الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا" (المائدۃ)

"میں نے تمہارے لیے دین کو مکمل اور نعمت کو پورا کردیا اور تمہارے لیے دین اسلام کو پسند کیا ہے"۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

"ام لھم شرکاء شرعوا لھم من الدین مالم یاذن بہ اللّٰہ" (الشوریٰ)

"کیا ان کیلئے ایسے شرکاء ہیں جنھوں نے ان کیلئے دین تیار کیا جس کی اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی"۔

۱۔ بخاری اور مسلم میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتی ہیں:

آپ نے فرمایا:

"جس نے ہمارے اس دین میں کوئی نئی چیز داخل کی جو اس میں نہ ہو تو وہ

قبول نہیں کی جائے گی۔"

وفی الصحیحین عن عائشۃ رضی اللہ عنہا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال من احدث فی امرنا ھذا مالیس منہ فھو رد" :

"یعنی جو بھی ہمارے دین میں نئے کام کا اضافہ کرتا ہے وہ کام مردود اور ناقابلِ قبول ہے!"

۲۔ اور مسلم کی روایت میں ہے:

"جس نے کوئی عمل کیا اور وہ ہمارے عمل کے مطابق نہ ہو تو وہ مقبول نہ ہوگا۔"

"وفی لفظ مسلم من عمل عملا لیس علیہ امرنا فھو رد!"

"جس کام پر ہماری مہر ثبت نہیں ہوگی وہ رد کر دیا جائے۔"

۳۔ وفی صحیح مسلم عن جابر رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یقول فی خطبۃ یوم الجمعۃ اما بعد فان خیر الحدیث کتاب اللہ وخیر الھدی ھدی محمد صلی اللہ علیہ وسلم وشر الامور محدثاتھا وکل بدعۃ ضلالۃ۔"

(ترجمہ گزر چکا ہے)

اس قسم کی آیات اور احادیث بہت زیادہ ہیں جو اس چیز پر واضح دلالت کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لیے دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمتوں کو پورا کر دیا۔ اس وقت تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف نہیں لے گئے جب تک پورے کا پورا

دین نہیں پہنچایا اور امت کو واضح طور پر آگاہ نہ فرمادیا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے یہ باتیں اور یہ کام جائز قرار دیے ہیں اور یہ بھی واضح فرمادیا کہ اس کے بعد ہر وہ نئی چیز جس کو لوگ ایجاد کریں گے اور اسے اسلام کی طرف منسوب کریں گے وہ قولاً ہو یا فعلاً تمام کی تمام بدعات ہیں۔ اس کا گناہ اس کے ایجاد کرنے والے پر ہے اگرچہ اس کا ارادہ اچھا ہی کیوں نہ ہو اس چیز پر صحابہ کرامؓ کا اتفاق ہے اور علماء نے بھی اسی کو اختیار کیا جس نے بھی سنت کی تعظیم و بدعت کے انکار میں لکھا ہے اس نے بدعت سے خوب ڈرایا جیسے ابن وضاح والطرطوشی والوشامہ اور ان کے علاوہ بدعتوں میں ایک بدعت یہ بھی لوگوں نے نکالی ہے کہ شعبان کی پندرھویں رات کا خوب اہتمام کرنا اور اس دن خصوصیت سے روزہ رکھنا تو اس کے لیے کوئی دلیل نہیں کہ جس پر اعتماد کیا جائے۔

اس رات کی فضیلت میں جو حدیثیں ہیں وہ ضعیف ہیں اور اس قابل نہیں کہ ان پر اعتماد کیا جائے اور جو نماز کی فضیلت میں ہیں وہ تو تمام کی تمام وضع کی ہوئی ہیں جسطرح کہ اہل علم نے اس پر متنبہ کیا ہے اور ان میں سے بعض کا ہم ذکر کریں گے اور اس میں پہلے لوگوں کے کچھ آثار بھی ہیں جو کہ شام سے ہیں اور ان کے علاوہ۔

جمہور علماء کا اتفاق ہے کہ اس رات کو اہتمام سے عبادت کے لیے اکٹھے ہونا بدعت ہے اور اس کی فضیلت میں جو بھی حدیثیں آئی ہیں تمام کی تمام ضعیف ہیں اور بعض موضوع ہیں۔ الحافظ ابن رجب نے اپنی کتاب "لطائف المعارف" اور اس کے علاوہ میں بیان کیا ہے۔ ضعیف حدیثوں کے ساتھ عبادت میں اس وقت عمل کیا جاتا

ہے جب کہ اِس کام کے لیئے اِس کا اصل صحیح دلیلوں سے ثابت ہو لیکن شعبان کی پندرھویں رات کے اہتمام میں کوئی صحیح اصل موجود نہیں:

اور اِس قاعدے کا ذکر ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کیا اور میں بعض لوگوں کے اقوال اِس مسئلہ میں یہاں نقل کر دیتا ہوں۔

علماء کا اجماع ہے کہ جس چیز میں بھی اختلاف ہو جائے اِس کو اللہ کی کتاب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر پیش کرو جس کا وہ دونوں حکم دے دیں یا اِن میں سے ایک، بس وہی شریعت ہے اِس کی اتباع واجب ہے اور جو چیز اِن کے مخالف ہو اِسے چھوڑ دینا چاہیئے۔ عبادات میں سے جو اِن میں نہیں آئی وہ بدعت ہے، اِس کو کرنا جائز نہیں، بجائے اِس کے کہ اِس کی طرف لوگوں کو دعوت دی جائے اور اسے محبوب سمجھا جائے۔

اللہ تعالیٰ نے سورۃ النساء میں فرمایا ہے:

یایہا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تومنون باللہ والیوم الاخر ذالک خیر واحسن تاویلا ؏ (ترجمہ گزر چکا ہے)

دوسری جگہ سورہ شوریٰ میں فرمایا:

"وما اختلفتم فیہ من شیءٍ فحکمہ الی اللہ" ؏ (ترجمہ گزر چکا ہے)

سورۂ آل عمران میں فرمایا:

"قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم"!

"کہہ دیجئے! اگر تم اللہ سے محبت کا دعوے کرتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تعالیٰ تم سے محبت کریں گے اور تمہارے تمام گناہ معاف فرما دیں گے۔"

سورۂ النساء میں فرمایا:

فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما۔

"مجھے اپنے پروردگار ہونے کی قسم ہے کہ جب تک تجھے اپنے تنازعات میں حاکم تسلیم نہ کرلیں ان میں کوئی بھی ایماندار نہیں ہو سکتا۔ پھر اپنے آپ میں تیرے فیصلے پر کوئی تنگی محسوس نہ کریں اور سرتاپا تسلیم کرلیں۔"

اس قسم کی بہت سی آیات ہیں جن سے اختلافی مسائل کا کتاب و سنت پر پیش کرنا واجب ثابت ہوتا ہے اور ان کے حکم پر راضی ہونا واجب ہے۔ یہی ایمان کا تقاضا ہے اور اسی میں لوگوں کی بھلائی ہے۔ خواہ جلدی ہو یا دیر سے اور انجام کے لحاظ سے بھی اچھا ہے۔ الحافظ ابن رجب نے اپنی کتاب "لطائف المعارف" میں اس مسئلہ کو بیان کیا جو اوپر بیان کیا جا چکا ہے اور اس کے بعد یہ ہے۔ تابعین عظام جو اہل شام سے ہیں مثلاً خالد بن معدان و مکحول ولقمان بن عامر اور ان کے علاوہ۔ اس رات کو بڑا سمجھتے اور عبادت میں کافی کوشش کرتے اور انہی سے لوگوں نے اس رات کی فضیلت کے بارے میں لیا ہے۔ کہا گیا ہے، ان کو اسرائیلیات کے آثار پہنچے تھے۔ جب ان سے یہ بات مشہور ہوگئی تو لوگوں نے اختلاف کیا اور کسی نے قبول کرلیا اور اس رات کی عظمت پر موافقت

کی۔ اِن میں اہلِ بصرہ کے کچھ لوگ اور کچھ اِن کے علاوہ تھے تاہم اہلِ حجاز نے اِس کا سختی سے رد کیا۔ اِن میں سے عطاء ابن ابی ملیکہ اور عبد الرحمٰن بن زید بن اسلم نے مدینہ منورہ کے فقہائ سے نقل کیا ہے۔ اور یہ قول امام مالک کے بعض ساتھیوں اور اِن کے علاوہ لوگوں کا ہے انہوں نے کہا کہ سب کا سب بدعت ہے۔ اہلِ شام اِس رات کے بارے میں دُو دھڑوں میں بٹ گئے۔

(۱) اِن میں سے ایک گروہ جماعت کے ساتھ عبادت کو مستحب سمجھتا ہے جِن میں خالد بن معدان و لقمان بن عامر اور اِن کے علاوہ اِس رات اچھے کپڑے پہنتے خوشبو لگاتے، سرمہ ڈالتے اور رات کو مسجد میں قیام (عبادت) کرتے اور اسحاق بن راہویہ نے اِس کی موافقت کی ہے اُور کہا کہ مسجد میں جماعت کے ساتھ قیام کرنا بدعت نہیں اور اِس کو حرب الکرٹی نے نقل کیا ہے۔

۲۔ دوسرا گروہ اِس رات مسجد میں اجتماع کو مکروہ سمجھتا ہے خواہ وہ نماز کے لئیے ہو یا دُعا کے لیے اور اِس کو مکروہ نہیں سمجھتے کہ اکیلا اِنسان مسجد میں نماز پڑھے اور یہ قول امام اوزاعی جو کہ اہلِ شام کا امام اور فقیہ عالم ہے اور یہی ان شاء اللہ صحیح اور حقیقت کے زیادہ قریب ہے۔ یہاں تک کہا امام احمد کا کوئی قول نصف شعبان کی رات کی فضیلت میں نہیں ہے۔ اِس سے عید کی دونوں راتوں کے بارے میں بھی قیام کا استحباب جماعت کے لحاظ سے ثابت نہیں، کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ اکرمؓ سے منقول نہیں۔ لیکن عبد الرحمٰن بن یزید بن الاسود کے فعل کی وجہ سے استحباب ثابت کیا ہے اور وہ تابعی

ہے اور اسی طرح نصف شعبان کی رات کا قیام بہ لحاظ جماعت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور نہ ہی صحابہ کرام رضہ سے ثابت ہے۔ تابعین میں سے ایک گروہ سے ثابت ہوتا ہے جو کہ فقہاء اہلِ شام سے ہیں۔ الحافظ ابن رجب کی کلام کا مقصد ختم ہو گیا ہے۔

اور اس میں اس نے صراحتاً بیان کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ سے نصف شعبان کی رات کے متعلق کوئی فضیلت ثابت نہیں جس کو امام اوزاعی رحمۃ اللہ نے استحباب کا درجہ دیا ہے یعنی اکیلے کا عبادت کرنا استحباب ہے اور الحافظ ابن رجب کا اس قول کو لینا یہ غریب اور ضعف کے درجے کو ہے۔ کیونکہ ہر وہ چیز جو کہ ادلہ شرعی سے ثابت نہیں۔ مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ اس کو اللہ کے دین میں داخل کرے خواہ وہ اکیلا ہو یا جماعت کی شکل میں چھپا کر کرے۔

"من عمل عملا لیس علیہ امرنا فھو رد!"

اور اس کے علاوہ بہت سی دلیلیں ہیں جن سے بدعت کا انکار اور ان سے بچنے کا ثبوت ملتا ہے۔ امام ابوبکر الطرطوشی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "الحوادث والبدع" میں کہا ہے اور ابن وضاح نے زید بن اسلم سے بیان کیا ہے۔ اس نے کہا ہم نے اپنے مشائخ اور فقہاء سے نصف شعبان کی رات کے متعلق کوئی فضیلت نہیں سنی اور نہ ہی وہ مکحول کی حدیث کی طرف التفات کرتے تھے اور دوسری راتوں پر اس کی کوئی فضیلت نہیں سمجھتے تھے۔

ابن ابی ملیکہ سے کہا گیا کہ زید النمیری نصف شعبان کی رات کے اجر کو لیلۃ

القدر کے برابر سمجھتا ہے۔ اس نے کہا اگر میں سنتا اور میرے ہاتھ میں لاٹھی ہوتی تو اسے مارتا۔ اور زید قصے بیان کیا کرتا تھا۔

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ "الفوائد المجموعۃ" میں فرماتے ہیں:

"یا علی من صلی مائۃ رکعۃ لیلۃ النصف من شعبان یقرأ فی کل رکعۃ بفاتحۃ الکتاب وقل ھو اللہ احد عشر مرات الا قضی اللہ لہ کل حاجۃ۔ الخ"

"اے علی! جو نصف شعبان کی رات سو رکعات ادا کرتا ہے اور ہر رکعات میں سورہ فاتحہ کے بعد گیارہ مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی تمام حاجتیں پوری کر دے گا"

اس کے موضوع ہونے میں کوئی آدمی بھی شک نہیں کر سکتا جو اجر اس عمل کرنے والے کو ملتا ہے اس کے سبب سے اور اس کے سب راوی مجہول ہیں۔

یہ دوسرے تیسرے طریق سے بھی بیان کی گئی ہے لیکن تمام کے تمام موضوع اور راوی مجہول ہیں اور مختصر میں کہا ہے: "نصف شعبان کی حدیث باطل ہے"۔

اور ابن حبان میں حضرت علیؓ کی حدیث ضعیف ہے:

"اذا کان لیلۃ النصف من شعبان وقوموا لیلھا وصوموا نہارھا"۔

"پندرھویں شعبان کی رات کو قیام کرو اور پندرہ تاریخ کو روزہ رکھو"۔

اور روایت: "مائۃ رکعۃ فی نصف شعبان بالاخلاص عشر مرات"

الدیلمی اور اس کے علاوہ کے نزدیک موضوع ہے اور اس حدیث کے تینوں طرق میں راوی ضعیف اور مجہول الحال ہیں۔

کہ بارہ رکعتیں سورہ اخلاص کے ساتھ تیس دفعہ والی روایت موضوع ہے اور چودہ رکعتوں والی بھی موضوع ہے۔

فقہاء کی جماعت نے اس حدیث سے دھوکہ کھایا جس طرح کہ صاحب الاحیاء وغیرہ اور اسی طرح بعض مفسرین اس رات کی نماز یعنی شعبان کی پندرھویں رات کی تمام عالم میں پھیل گئی ہے حالانکہ باطل اور موضوع ہے اور یہ ترمذی کی حدیث کے منافی نہیں جو حضرت عائشہؓ سے مروی ہے جس میں "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بقیع میں جانا اور اللہ کا نزول نصف شعبان کی رات کو آسمان دنیا پر۔ اس رات اللہ تعالیٰ بنی کلب کی بکریوں کے بالوں سے بھی زیادہ لوگوں کو معاف کرتا ہے"۔ مذکور ہے! دراصل بات نصف شعبان کی رات کی عبادت کے متعلق ہے جو کہ موضوع ہے۔

حضرت عائشہؓ کی حدیث میں بھی ضعف اور انقطاع ہے۔ اسی طرح حضرت علیؓ کی حدیث، جس کا ذکر اوپر گزر چکا ہے رات کے قیام کے متعلق، اس نماز کے باطل ہونے کے منافی نہیں ہے باوجود اس کے کہ اس میں ضعف ہے۔ جس طرح کہ ہم نے ذکر کیا ہے۔ انتہی المقصود۔

حافظ عراقی نے کہا ہے:

"نصف شعبان کی رات میں نماز والی حدیث موضوع اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ ہے۔"

امام نووی نے کتاب المجموع میں کہا ہے:

"الصلوٰۃ المعروفۃ بصلوٰۃ الرغائب وھی اثنا عشرۃ رکعۃ بین المغرب والعشاء لیلۃ اول جمعۃ من رجب وصلاۃ لیلۃ النصف من شعبان مائۃ رکعۃ ھاتان الصلاتان بدعتان منکرتان ولا یغتر بذکرھما فی کتاب قوت القلوب واحیاء علوم الدین ولا بالحدیث المذکور فیھما۔"

رجب کے پہلے جمعہ جو نماز "صلاۃ الرغائب" کے نام سے مشہور ہے وہ مغرب اور عشاء کے درمیان بارہ رکعت ادا کی جاتی ہیں۔ یا نصف شعبان کی رات کی نماز جو تقریباً سو رکعت پر مشتمل ہے، یہ دو نمازیں بدعت اور دین میں اضافہ ہیں۔ اگرچہ اِن کا ذکر احیاء العلوم الدین اور قوت القلوب جیسی کتابوں میں ملتا ہے لیکن اِن سے دھوکہ میں نہیں آنا چاہیئے کیونکہ شریعتِ اسلامیہ میں اِس کا ثبوت نہیں ملتا۔"

بے شک یہ تمام باطل ہے اِس سے دھوکہ میں نہیں آنا چاہیے۔ بعض ائمہ پر اِس کا معاملہ مشتبہ ہو گیا ہے۔ انہوں نے اِن دونوں کے مستحب ہونے میں پمفلٹ بھی لکھے ہیں پس یہ ان کی غلطی ہے۔

امام ابو محمد عبد الرحمٰن بن اسماعیل المقدسی نے ایک چھوٹی سی بڑی عمدہ کتاب اِن کے باطل ہونے پر لکھی ہے جس میں بڑے عمدہ انداز میں لکھا ہے اور اہل علم نے بھی اِس مسئلہ پر کافی لکھا ہے۔ اگر ہم اِس تمام کو ذکر کریں جو ہم نے اِس کے متعلق پڑھا ہے تو کلام بہت طویل ہو جائے گا۔

پس جو ہم نے لکھ دیا ہے شاید وہی طالب حق کے لیے کافی وشافی ہے قرآنی آیات اور احادیثِ نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اہل علم کی کلام سے یہ روزِ روشن کی طرح ثابت ہو گیا ہے کہ نصف شعبان کی رات کو اہتمام کرنا، نماز پڑھنا یا اس کے علاوہ اس دن کو روزے سے خاص کرنا اکثر اہلِ علم کے نزدیک بدعت ہے۔ اس کا کوئی اصل شریعتِ مطہرہ میں نہیں ہے بلکہ یہ وہ عمل ہے جو کہ صحابہ کرام کے بعد اسلام میں داخل کیا گیا ہے۔ متلاشی حق کے لیے یہ کافی ہے اور اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی:

"الیوم اکملت لکم دینکم"۔

اور اسی طرح کی دوسری آیات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان:

"ومن احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ" اور اس قسم کی دوسری احادیث!

اور صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

"قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تخصوا لیلۃ الجمعۃ بقیام من بین اللیالی ولا تخصوا یومھا بالصیام من بین الایام الا ان یکون فی صوم یصومہ احدکم"!

"جمعہ کی رات کو قیام کے لیے مخصوص نہ کرو اور جمعہ کے دن کو روزہ کے لیے خاص کیا جائے البتہ پہلے سے روزہ رکھتا آرہا ہے تو جمعہ کا روزہ رکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے"۔

اگر راتوں میں سے عبادت کے لیے کسی رات کو خاص کرنا جائز ہوتا تو جمعہ کی رات سب سے افضل تھی اس لیے کہ وہ دن دوسرے تمام دنوں سے افضل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح احادیث سے یہ ثابت ہے جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رات کے قیام کی تخصیص کو منع فرمایا تو اس سے ثابت ہوا کہ اس کے علاوہ بالاولیٰ دوسری راتوں کو عبادت کے لیے خاص کرنا جائز نہیں مگر دلیل کے ساتھ کہ اس کے لیے کوئی ثبوت ہو۔

لیلۃ القدر کی رات اور رمضان المبارک کی دوسری راتوں کے قیام کو مشروع قرار دیا گیا ہے تو اس کے لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو باخبر کیا اور رغبت دلائی اور خود کیا جس طرح کہ مسلم و بخاری میں ہے:

"من صام رمضان ایمانا واحتسابا غفر اللہ لہ ما تقدم من ذنبہ ومن قام لیلۃ القدر ایمانا واحتسابا غفر اللہ لہ ما تقدم من ذنبہ"

"جو انسان رمضان کا روزہ از روئے ایمان اور ثواب کی خاطر رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ معاف کر دیتے ہیں۔ اسی طرح جو رمضان المبارک کی راتوں میں محض ثواب اور ایمان کے لیے قیام کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ معاف کر دیتے ہیں۔"

اگر نصف شعبان کی رات یا رجب کے پہلے جمعہ کی رات یا معراج کی پہلی رات کو خاص کرنا کسی اہتمام کے ساتھ یا عبادت کے ساتھ ہوتا تو ضرور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو آگاہ فرماتے یا آپؐ نے خود کیا ہوتا اور اگر ان میں سے کوئی چیز واقع ہوتی تو صحابہ کرامؓ اس کو بیان کرتے اور امت سے بالکل نہ چھپاتے۔ وہ سب سے بہتر اور لوگوں کی بھلائی چاہنے والے انبیاءؑ کے بعد ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہیں۔

اب علماء کے کلام سے معلوم ہو گیا کہ نہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور نہ ہی صحابہ کرامؓ سے رجب کے پہلے جمعہ کی رات اور نہ ہی نصف شعبان کی رات کی کوئی فضیلت ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ اس کا اہتمام کرنا دین میں زیادتی کرنا ہے۔ اسی طرح عبادت کے لئے بھی خاص کرنا بدعت ہے۔ اسی طرح رجب کی ستائیسویں رات کو بھی جس کو بعض لوگ معراج کی رات سمجھتے ہیں عبادت کے لئے خاص کرنا جائز نہیں۔ اسی طرح اور کوئی خاص اہتمام کرنا بھی جائز نہیں۔ ان دلیلوں کی روشنی میں جو گزر چکی ہیں علماء کا صحیح قول یہ ہے کہ وہ رات پوشیدہ ہے۔ اور جس نے کہا کہ معراج کی رات رجب کی ستائیسویں رات ہے تو اس نے جھوٹ بولا اس کی احادیث صحیحہ میں کوئی دلیل نہیں۔ کسی نے خوب اچھا کہا ہے ؎

وخیر الامور السالفات علی الھدی ۔۔۔ وشر الامور المحدثات البدائع

اللہ تعالیٰ سے سوال ہے کہ ہمیں اور تمام مسلمانوں کو سنت پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس پر ثابت قدم رہنے اور اسے ڈرانے کی جو اس کی مخالفت کرے۔ وہی جود و سخاوت

والا ہے اور درود و سلام ہوں اس کے بندے اور رسولؐ پر جو کہ ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، ان کی اہل پر اور تمام صحابہ کرام پر آمین!

الرسالة الرابعة

فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز کی طرف سے تمام مسلمانوں کے لیے اللہ تعالیٰ ان کی اسلام کے ساتھ حفاظت کرے ہمیں اور ان کو جاہل جھوٹوں کے شر سے بچائے۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

میں ایک ایسی وصیت سے مطلع ہوا جس کا نام حسب ذیل ہے اور وہ مسجد نبوی کے خادم الشیخ احمد کی طرف منسوب ہے:

"یہ وصیت مدینہ منورہ سے مسجد نبوی کے خادم الشیخ احمد کی طرف سے ہے ـــــ میں ایک دن جمعہ کی رات جاگ رہا تھا اور تلاوت کلام پاک میں مشغول تھا۔ تلاوت کے بعد میں نے اللہ تعالیٰ کے ناموں کو پڑھا، ان سے فارغ ہونے کے بعد میں نے نیند کے لیے تیاری کی تو میں نے ایک نورانی چہرہ دیکھا جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا۔ آپؐ نے فرمایا: "اے شیخ احمد" میں نے کہا "اللہ کے رسول اور تمام مخلوق سے بہتر میں حاضر ہوں"۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ "میں لوگوں کے برے اعمال کی وجہ سے شرمندہ ہوں اور اللہ تعالیٰ کے سامنے نہیں جا سکتا اور نہ ہی فرشتوں کے سامنے۔ کیونکہ ایک جمعہ سے لے کر دوسرے جمعہ تک ایک لاکھ ساٹھ ہزار آدمی مرے ہیں جو کہ مسلمان نہ تھے"۔

پھر آپؐ نے اِن بعض گناہوں کا ذکر فرمایا جن میں آج کل لوگ ملوث ہیں۔ پھر فرمایا "یہ وصیت اِن کے ساتھ شفقت کرتے ہوئے رب ذوالجلال کی طرف سے ہے"۔ پھر قیامت کی کی بعض نشانیاں بتائیں یہاں تک فرمایا کہ "اے شیخ احمد اِن کو بتا دے کہ یہ وصیت تقدیر کی قلم سے لوحِ محفوظ سے لکھی گئی ہے۔ جو اِس کو لکھے گا یا ایک شہر سے دُوسرے شہر کو بھیجے گا۔ ایک جگہ سے دُوسری جگہ تو اِس کے لئے جنت میں ایک محل تیار کیا جائے گا۔ اور جو یہ نہیں کرے گا وہ میری شفاعت سے محرُوم رہے گا۔ اگر فقیر نے اِس کو لکھا تو اِس کو اللہ تعالیٰ مالدار کر دے گا۔ اگر مقروض ہے تو اِس کا قرضہ ادا ہو جائے گا یا وہ گنہگار ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اِس کے اور اِس کے والدین کے گناہ معاف کر دے گا اِس وصیت کی برکت سے۔ جو اِس کو نہیں لکھے گا تو اس کا چہرہ دُنیا اور آخرت میں سیاہ ہو جائے گا۔" اور کہا "اللہ کی قسم (تین مرتبہ فرمایا) یہ حقیقت ہے اگر میں جھوٹا ہُوں تو دُنیا سے بے ایمان ہو کر مروں۔ جس نے اِس کو سچ سمجھا تو وُہ جہنم کے عذاب سے آزاد ہو گیا۔ اور جس نے جھٹلا یا وہ کافر ہو گیا۔"

یہ اِس جھوٹی وصیت کا خلاصہ ہے جو کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ لگائی گئی ہے۔ اِس جھُوٹی وصیت کو ہم کئی سالوں سے سُن رہے ہیں جو کہ لوگوں کے درمیان کبھی نہ کبھی اڑتی رہتی ہے، عام لوگوں میں یہ کثرت سے پھیل گئی ہے اور اِس کے الفاظ میں اختلاف ہے۔ اِس وصیت کا دعوے کرنے والا جھوٹا ہے، اِس نے دعوے کیا ہے کہ اِس نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اِس وقت دیکھا جب کہ وہ نیند

کی تیاری کر رہا تھا نہ کہ نیند کی حالت میں۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ اس نے جاگنے کی حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ اس جھوٹے نے اس وصیت میں بہت سی چیزیں بیان کی ہیں جو کہ واضح طور پر جھوٹی ہیں۔ عنقریب وہ سب بیان کی جائیں گی۔ میں نے لوگوں کو اس کے متعلق متنبہ کیا تھا کہ یہ واضح طور پر جھوٹ اور دجل ہے۔ جب مجھے یہ آخری دفعہ معلوم ہوا تو میں نے اس کے متعلق لکھنے کا ارادہ کیا۔ اس کے جھوٹ کو ثابت کرتے اور اس جھوٹے کی جرأت مندی کی وجہ سے مجھے یہ خیال نہیں تھا کہ یہ جھوٹ لوگوں میں رواج پکڑ جائے گا کہ جو ذرا بھی سمجھدار اور جس کی فطرت سلیم ہو گی، وہ فوراً اس کو جھوٹ سمجھے گا۔ لیکن بعض دوستوں نے مجھے بتایا ہے کہ یہ اکثر لوگوں میں پھیل گئی ہے اور بعض نے اسے سچ سمجھ لیا ہے۔

بنا بریں میں نے خیال کیا کہ اس جھوٹ کو واضح کیا جائے اور لوگوں کو بتایا جائے تو یہ وصیت اللہ کے رسول پر ایک بہتان ہے۔ جس سے ہر مسلمان کو بچنا ضروری ہے تاکہ کوئی ایماندار اس سے دھوکے میں نہ آجائے۔ ویسے بھی عقلمند آدمی اگر اس وصیت پر غور کرے تو کئی طرح سے اس کا جھوٹا ہونا ثابت ہوتا ہے۔

میں نے شیخ احمد کے خویش و اقارب سے بھی اس سلسلہ میں رابطہ قائم کیا انہوں نے بھی بتایا کہ یہ بالکل جھوٹ اور بہتان ہے اور وہ کافی عرصہ سے فوت ہو چکے ہیں۔ اگر بالفرض تسلیم بھی کر لیا جائے کہ شیخ احمد یا اس سے کسی بڑے نے حضرت علیہ السلام کو نیند یا بیداری میں دیکھا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے یہ وصیت کی ہے تو بھی اس کا سچا ہونا محال ہے

بلکہ ہمارا یقین ہے کہ اس قسم کی وصیت کرنے والا شیطان ہے کیونکہ:

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات کے بعد کسی کو بیداری کی حالت میں نہیں مل سکتے اور جو صوفیاء اس قسم کا اعتقاد رکھتے ہیں کہ ہم نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری میں دیکھا ہے یا آپؐ مولد کے وقت حاضر ہوتے ہیں تو یہ نہایت بہتان تراشی اور کذب بیانی ہے اور کتاب وسنت اور اہلِ علم کے اجماع کی مخالفت! کیونکہ جس ذی روح کا روح قبض ہو چکا ہے وہ قیامت کے دن ہی زندہ ہوگا اور اپنی قبر سے نکلے گا اس سے پہلے اس کا دنیا میں زندہ ہو کر آنا نہایت مشکل بلکہ محال ہے۔ کیونکہ قرآن مجید میں ہے:

"ثم انکم بعد ذالک لمیتون
ثم انکم یوم القیامۃ
تبعثون"۔ (سورہ مومنون)

"اس کے بعد بلاشبہ تم پر موت
آئے گی اور پھر قیامت کے دن
اُٹھائے جاؤ گے"۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ مُردوں کا اٹھنا قیامت کے دن ہوگا دنیا میں ہرگز نہیں، جو انسان اس کے خلاف کہتا ہے وہ جھوٹا اور بہتان تراش ہے اور وہ اس حق سے کوسوں دور ہے جسے سلف صالحین نے پہچانا اور لوگوں تک پہنچایا۔

۲. رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی اپنی زندگی میں حق کے خلاف بات نہیں کہی اور نہ ہی موت کے بعد ایسا کر سکتے ہیں لیکن اس جھوٹی وصیت میں کئی ایسی باتیں ہیں جو شریعت اسلامیہ کے خلاف ہیں جنکا ہم آئندہ ذکر کریں گے۔

اس میں شک نہیں کہ حضور علیہ السلام کی زیارت خواب میں ہو سکتی ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ "جس نے مجھے نیند میں دیکھا اس نے واقعی مجھے ہی دیکھا ہے کیونکہ شیطان میری صورت نہیں اختیار کر سکتا"۔ لیکن یہ بات ملحوظ خاطر رہنی چاہیئے کہ دیکھنے والا ایماندار، صاحب دیانت، امانت دار اور سچا ہو اور اسے پختہ یقین ہو کہ واقعی اس نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی اصل صورت میں دیکھا ہے آپؐ کو کسی اور کسی اور کی صورت میں نہیں دیکھا۔

اگر کوئی بات عادل، ثقہ اور صاحب ضبط کے طریق سے علاوہ مروی ہے تو اس کا اعتماد نہیں کیا جائیگا۔ اسی طرح اگر کوئی روایت ثقہ راوی سے مروی ہے لیکن وہ اپنے سے مرتبہ میں اونچے راویوں کی مخالفت کرتا ہے اور ان دونوں روایتوں میں کوئی جمع و تطبیق کی صورت بھی نہیں، تو بھی ایک ناسخ اور دوسری منسوخ ہو گی۔ ناسخ پر حسب شرط عمل کیا جائے گا۔ جب عمل کی بھی کوئی صورت نہیں اور نہ ہی ان کے درمیان تطبیق دی جا سکتی ہے تو لامحالہ کم درجہ والے راوی کی روایت کو ترک کرنا پڑے گا اور اسے شاذ قرار دیا جائے گا۔ اس قاعدہ کے لحاظ سے ہم اس وصیت کو پرکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کا ناقل مجہول الحال ہے۔ اس کی عدالت و ثقاہت کا ہمیں کوئی علم نہیں۔ یہ وصیت

ویسے بھی ردی کی ٹوکری میں پھینکنے کے قابل ہے اگرچہ اس میں کوئی بھی خلافِ شریعت بات نہ ہو لیکن جب ہم دیکھتے ہیں کہ اس میں کئی ایسی چیزیں ہیں جو شریعت اسلامیہ کے کے خلاف ہیں تو بالاولیٰ اسے ترک کرنا چاہیئے۔ بلاشبہ یہ وصیت جھوٹی اور اللہ کے نبیؐ پر بہتان ہے اور اس میں ایسی شریعت سازی کی گئی ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے اجازت مرحمت نہیں فرمائی۔

اور اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ "جس نے میری طرف ایسی بات منسوب کی جو میں نے نہیں کہی اس کا ٹھکانہ جہنم ہے"۔ اس وصیت تراش نے بھی رسولؐ خدا پر جھوٹ باندھا ہے۔ اسے چاہیئے کہ جلدی توبہ کرے اور لوگوں میں اعلان کرے کہ میں نے جھوٹ کہا ہے تاکہ عامۃ الناس بھی اس کے رجوع سے باخبر ہو جائیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینٰت والھدیٰ من بعد ما بینٰہ للناس فی الکتاب اولٰئک یلعنھم اللہ ویلعنھم اللٰعنون الا الذین تابوا واصلحوا وبینوا فاولٰئک اتوب علیھم وانا التواب الرحیم"

البقرۃ

ترجمہ: جس نے ہماری بیان کردہ واضح آیات کو لوگوں سے چھپائے رکھا اس پر اللہ تعالیٰ بھی لعنت بھیجتے ہیں بلکہ ہر لعنت کرنے والا اس پر لعنت کرتا ہے۔ البتہ جو توبہ کرے اس کے بعد اپنی اصلاح کرے اور چھپائی ہوئی چیز کو بیان کرے تو اس کی توبہ قبول ہے بلاشبہ میں توبہ قبول کرنے والا اور مہربان ہوں!

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے کہ جس انسان نے حق بات کو چھپایا، اس کی توبہ اصلاح اور بیان کے بعد قبول ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو مکمل کر دیا ہے۔ اور اپنے آخر الزمان پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیج کر اپنی نعمت کو بھی پورا کر دیا ہے اور اپنے پیغمبر کی طرف دین کامل بذریعہ وحی بھیجا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دین مکمل ہونے کے بعد اپنے پاس بلایا ہے۔ فرمانِ خداوندی ہے:

"الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا"

یہ کذاب چودھویں صدی میں اٹھا ہے اور دعوے کرتا ہے کہ جو اس کی بنائی ہوئی شریعت پر عمل کریگا وہی جنتی اور ہدایت یافتہ ہے اور جو اسے جھوٹ کہے گا وہ جنت سے محروم اور جہنم کا مستحق ہوگا۔ دراصل وہ یہ تاثر دینا چاہتا ہے کہ یہ وصیت قرآن سے افضل اور اعلیٰ ہے۔ یہی تو وجہ ہے کہ اسے طبع کر کے بستی بستی پہنچانے پر جنت کا حقدار کہا گیا ہے۔ اور جو ایسا نہ کرے گا اسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سفارش اور جنت سے محروم گردانا گیا ہے۔ یہی اس کے جھوٹ ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ کیونکہ قرآن جو اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اس کی بھی یہ فضیلت نہیں کہ اسے طبع کر کے بستی بستی پہنچانے والے کو جنت کا ٹکٹ مل جائے اور جو ایسا نہ کرے وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے محروم رہے۔ حالانکہ نجات کا دار و مدار اعمالِ صالحہ پر ہے۔ قرآن پاک کی طباعت اور اسے لوگوں میں عام کرنا بجائے خود ایک اچھا کام ہے لیکن صرف اسی پر بھروسہ کر بیٹھنا مومن کا شیوہ نہیں ہے۔ اس بہتان تراشی کی بات کا تو یہ مطلب ہے کہ ایک مومن جو پابند

شریعت ہے لیکن اس کی مزعومہ وصیت قریہ قریہ نہیں پہنچاتا وہ جنت اور سفارش کا حقدار نہیں ہے بلکہ مرنے کے بعد وہ سیدھا جہنم رسید ہو گا۔ حاشا و کلّا!

صرف یہی بات اس کی وصیت کے من گھڑت ہونے کے لئے کافی ہے اس کے علاوہ اور بھی کئی ایسے امور میں جو اس کے جھوٹ پر دلالت کرتے ہیں اگرچہ یہ کذاب اس وصیت کے سچا ہونے پر قسمیں اٹھاتا ہے اور اگر جھوٹی ہو تو اپنے آپ کو عذاب الٰہی کا مستحق گردانتا ہے لیکن ہم اپنے اللہ کو حاضر و ناظر جان کر حلفیہ کہتے ہیں کہ یہ وصیت بالکل جھوٹی اور من گھڑت ہے۔ اس پر کسی کو اعتماد نہیں کرنا چاہیئے اور نہ ہی یہ اس قابل ہے کہ انسان کو جنت تک پہنچا دے۔ اللہ تعالیٰ اس بہتان تراش کو دنیا و آخرت میں ذلیل و خوار کرے۔ اب ہم اس کے جھوٹا ہونے پر اور دلائل دیتے ہیں جن کا ہم سابقہ صفحات میں وعدہ کر آئے ہیں:

مفتری کہتا ہے کہ "جمعہ سے دوسرے جمعہ تک ایک سو ساٹھ ہزار انسان غیر اسلام پر مرے ہیں"۔ یہ ایک ایسی بات ہے جس کا تعلق خزانۂ غیب سے ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے وحی کا سلسلہ دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد ختم ہو چکا ہے باقی رہا غیب کا مسئلہ تو اپنی زندگی میں بھی نہیں جانتے تھے۔ چہ جائیکہ آپؐ کے وصال کے بعد یہ کہا جائے کہ حضور علیہ السلام عالم الغیب ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب"۔ الانعام

"اے میرے حبیب! اعلان فرما دیں کہ میرے پاس اللہ کے خزانے نہیں اور نہ ہی میں غیب جانتا ہوں"!

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"قل لا یعلم من فی السمٰوٰت والارض الغیب الا اللہ"! النمل
زمین وآسمان کا غیب اللہ کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا"!

اور حدیث میں حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن جب لوگوں کو حوض کوثر سے ہٹایا جائے گا تو میں کہوں گا کہ یہ تو میری امت سے ہیں۔ تو مجھے جواب دیا جائے گا کہ آپ کو معلوم نہیں کہ آپ کے جانے کے بعد انہوں نے کیا نئے نئے گل کھلائے ہیں! اس وقت میں وہی بات کہوں گا جو اللہ کے نیک بندے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہی تھی:

"وکنت علیهم شهیدا ما دمت فیهم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیهم وانت علی کل شئ شهید! المائدة
الٰہی جب تک میں ان میں موجود رہا ان کی نگہبانی کرتا رہا اور جب آپ نے مجھے اپنے پاس بلا لیا تو آپ ہی ان کے محافظ ہیں کیونکہ آپ ہر چیز پر گہری نگہبانی رکھتے ہیں"۔

دوسری بات جو اس کے جھوٹ ہونے کا واضح ثبوت ہے وہ یہ کہ لکھنے والا اگر تنگ دست ہے تو مالدار بن جائے گا۔ اگر مقروض ہے تو قرض اتر جائے گا اور اگر اس پر کسی قسم کا گناہ ہے تو معاف ہو جائیگا۔ بلکہ اس وصیت کی برکت سے اُس کے والدین کو بھی اللہ تعالیٰ معاف کر دے گا، اس سے بڑھ کر اور کیا جھوٹ ہو سکتا ہے؟ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کذاب اور مفتری نہایت بے حیا اور بے شرم ہے، جس نے اس قسم کی باتیں کہہ دی ہیں کیونکہ اِس قسم کی فضیلت تو قرآنِ مجید لکھنے سے بھی حاصل نہیں ہوتی جو اللہ تعالیٰ کی کلام اور افضل کتاب ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ دروغ گو لوگوں کو دھوکے میں رکھنا چاہتا ہے تاکہ

لوگ اس میں الجھ کر رہ جائیں اور جو مغفرت کے اسباب شریعت نے بتلائے ہیں انہیں ترک کر دیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسی رسوائی سے محفوظ رکھے۔

تیسری بات جو اس کے جھوٹ ہونے کا واضح ثبوت ہے یہ ہے کہ جو انسان اسے نہیں لکھے گا اس کا دنیا اور آخرت میں منہ سیاہ ہوگا۔ یعنی اُسے کہیں بھی کامیابی نصیب نہیں ہوگی۔ اس سے بڑھ کر اور جھوٹ کیا ہو سکتا ہے کہ ایک چودھویں صدی کا بد باطن اللہ کے رسولؐ پر جھوٹ باندھے اور کہے کہ جو اس کو نہیں لکھے گا وہ ناکام و بے مرام ہے اور جو لکھے گا وہ کامران و بامراد ہوگا۔ سبحانک ھٰذا بہتان عظیم!

دلائل اور واقعات اس کی تکذیب کرتے ہیں کیونکہ بہت سے ایسے لوگ ہیں جنھوں نے اس وصیت کو نہیں لکھا لیکن ان کے چہرے سیاہ نہیں ہوئے اسی طرح بہت سے ایسے ہیں جنھوں نے ایک مرتبہ نہیں کئی مرتبہ اس وصیت نامہ کو لکھ کر تقسیم کیا ہے لیکن اس کے باوجود وہ بے نوا اور مقروض ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دلوں کے ٹیڑھے پن اور گناہوں کے رنگ سے محفوظ رکھے۔ شریعت اسلامیہ میں قرآن مجید کے متعلق اتنی فضیلت نہیں چہ جائیکہ ایک جھوٹا وصیت نامہ لکھنے سے اتنا درجہ مل جائے جو سراسر جھوٹ کا پلندا ہے۔

چوتھی بات جو اس کے جھوٹ کو ظاہر کرتی ہے یہ ہے کہ جو اس کی تصدیق کرے گا وہ جہنم کے عذاب سے نجات پا جائے گا۔ اور جس نے اسے جھٹلایا وہ کافر ہے اس سے معلوم ہوا کہ یہ جھوٹا انسان درپردہ لوگوں کو اس وصیت نامہ کو سچا ماننے کی دعوت دے رہا ہے۔ اور یہ بھی تاثر دیتا ہے کہ ایسا کرنے سے تمہیں جہنم کے عذاب سے نجات مل جائے

گی اور اگر اس کو سچا نہ مانا گیا تو تمام کافر بن جائیں گے۔ قسم بخدا! اللہ کے ذمہ اس سے بڑھ کر اور کوئی جھوٹ نہیں ہو سکتا۔ ہم حلفیہ بیان دیتے ہیں کہ یہ بات جھوٹی اور بے بنیاد ہے بلکہ جو اس کی تصدیق کرے گا وہ خارج عن الاسلام ہے یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ اس کی تکذیب کرنے والا گنہگار ہو یا ملت سے خارج ہو جائے۔ ہم اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر کہتے ہیں کہ یہ انسان جھوٹا ہے کیونکہ اس نے شریعت سازی جیسے عظیم جرم کا ارتکاب کیا ہے جو صرف اللہ کا کام ہے اور دین میں ایسی چیز داخل کی ہے جس کا دین اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس بہتانِ عظیم سے چودہ سو سال قبل اپنے دین کو مکمل کر دیا۔ اور اس قسم کے اضافوں کی قطعاً کوئی ضرورت باقی نہیں رہنے دی۔

میرے عزیز مسلمان بھائیو! اس قسم کے جھوٹے وصیت نامہ کی تصدیق سے اجتناب کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہاری سستی سے یہ وبا عام ہو جائے۔ حق واضح ہو چکا ہے اس کی تلاش میں کوشش کرو اور اسے دلیل و ثبوت سے حاصل کرو اور جو بات تمہیں سمجھ نہ آئے اہلِ علم سے پوچھو لیکن اس قسم کے دجالوں سے کنارہ کش رہو خواہ کتنی ہی قسمیں کیوں نہ اٹھائیں۔ ابلیس نے بھی ہمارے والدین کو قسم اٹھا کر یہ تاثر دیا تھا کہ میں تمہارے لئے خیر خواہ ہوں لیکن درپردہ اس نے ایسی دشمنی کی کہ قیامت تک کے لئے جنت سے محروم کر دیئے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الاعراف میں یہ واقعہ بیان فرمایا ہے کہ:

"وقاسمھما انی لکما لمن النٰصحین!" "قسم بخدا! میں تمہارے لئے خیر خواہ ہوں"۔

اے بندگانِ خدا! شیطان کے کارندوں سے بچو۔ ان کی کوشش یہ ہے کہ تمہیں

سیدھے راستے سے دور رکھیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اس قسم کے شیطانوں کے شر سے محفوظ رکھے اور فتنہ پردازوں کے فتنہ سے بچائے رکھے یہ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نور کو ختم کر دیں لیکن ع پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائیگا!

البتہ اس کذاب نے جو منکرات و فواحش کے ظہور کا ذکر کیا ہے تو اسکی چنداں ضرورت نہ تھی کہ قرآن مجید اور حدیث شریف میں اسکے بیان کرنے سے پہلے ہی ہمیں اس قسم کے واقعات کی خبر دے دی گئی ہے اور ہمیں متنبہ کیا گیا ہے۔ پس یہی ہمارے لیئے کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم مسلمانوں کے حالات درست کر دے، ہمیں حق کی اتباع اسپر مضبوط رہنے اور سچی توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔ فانہ ہو التواب الرحیم والقادر علیہ!

باقی رہا قیامت کی نشانیوں کا ذکر تو احادیث میں انکے متعلق بھی کافی ذخیرہ موجود ہے قرآن مجید نے بھی بعض نشانیوں کی طرف اشارہ کیا ہے جو آج کل ظاہر ہو رہی ہیں جسے ضرورت ہو وہ ذخیرۂ احادیث اور اہل علم کی تالیفات سے استفادہ کرسکتا ہے۔ لیکن اس قسم کے کذاب کو قطعاً کوئی حق نہیں پہنچتا کہ باطل کو حق کے ساتھ ملا کر پیش کرے اور سادہ لوح لوگوں کو اندھیرے میں رکھے۔ حسبنا اللہ ونعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم، والحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ وسلم علی عبدہ ورسولہ الصادق الامین وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ باحسان الی یوم الدین!

عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

الرئیس العام لادارات البحوث العلمیہ والافتاء والدعوۃ

والارشاد بالریاض

اخوۃ الکرام - یہ چند مسائل ہیں جن کے بارے میں سعودی عرب کے مفتی اعظم الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز حفظہ اللہ و رعاہ نے حقائق اور شواہد پیش کر کے ثابت کیا ہے کہ جن امور کے بارے میں اللہ کے رسول حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ ثابت نہ ہو اور نہ ہی تعامل صحابہ اس پر دال ہو تو اس قسم کے امور حتمی طور پر بدعات ہیں جن سے بچنا اور گریز کرنا مسلمان کے لئے از بس لازمی اور ضروری ہے اور حق بھی یہی ہے چنانچہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان مقدس — لَا یَقْبَلُ اللّٰہُ قَوْلًا اِلَّا بِعَمَلٍ وَلَا یَقْبَلُ قَوْلًا وَعَمَلًا اِلَّا بِنِیَّۃٍ وَلَا یَقْبَلُ قَوْلًا وَعَمَلًا وَنِیَّۃً اِلَّا بِاِصَابَۃِ السُّنَّۃِ ـ ،، سے بھی یہی مترشح ہوتا ہے کہ کسی بھی شخص کے اقوال و اعمال و نیات اللہ جلّ شانہٗ کے ہاں اُسوقت تک قابل قبول نہیں جب تک وہ سنت طیبہ کے موافق نہ ہوں۔ تفسیر قرطبی جلد ۱۴ صفحہ ۳۳۰

موجودہ زمانہ میں دنیا کے بہت سارے ممالک میں بے شمار غیر مسلم اسلام قبول کرتے جا رہے ہیں لیکن اسلام کے دشمن کا فر و بیدین اور یہودی و نصاریٰ اسلام کی جاذبیت و حقانیت اور مقبولیت پر پردہ ڈالنے اور اسے غلط طریقہ پر پیش کرنے میں بڑے زور و شور سے سرگرم عمل ہیں اور اسلام کے خلاف غلط اور بے بنیاد الزام تراشیوں میں مصروف ہیں اس لئے مقتضیات زمانہ کے پیش نظر اسی قسم کے مسائل پر کچھ لکھنا زیادہ سود مند اور نافع ہو سکتا ہے لیکن کیا کیا جائے کہ بے عمل اور بے ضمیر پیرزادے

اور قبر پرست صاحبزادے ہر جگہ مسلکِ اہلحدیث کے خلاف منافرت پھیلانے ہی کو اعظم الفتوحات تصور کرتے ہیں حالانکہ یہ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پڑھنے والوں کو شرک و بدعت کے دراہم مغشوشہ کے سوا کچھ نہ دے سکے ان پیٹ کے پجاریوں نے مسلمانوں کو حجر و شجر کا پرستار بنایا اور موئے پرستی کی طرف انہوں نے ہی اہل اسلام کو ورغلایا غرض کسی نہ کسی طرح مسلک توحید و سنت سے مسلمانوں کو بدظن کرنے میں بے سود اور لاحاصل کوشش کرنا ان ملاؤں کی فطرت ثانیہ بن چکی ہے۔ ما احسن قال قائل ؎

نیش عقرب نہ از پے کین است

مقتضائے طبیعتش این است

اسی وجہ سے مسجد اہلحدیث بٹہ مالنہ سرینگر کے شعبہ تبلیغ نے یہ رسالہ چھاپنے کی ضرورت محسوس کی تا کہ عامۃ المسلمین اس سے مستفید ہوں وباللہ التوفیق وھو المستعان و بہ نستعین۔ اللہ جلّ شانہٗ مرحوم خواجہ عبدالصمد وانی صاحب بٹہ مالنہ سرینگر کو جنّت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔ جنہوں نے اپنی زندگی کے آخری دنوں میں اپنا ذاتی اور ملکیتی قطعۂ زمین مسجد اہلحدیث کی غرض سے ہبہ کر کے فی سبیل اللہ وقف کیا چنانچہ اسی قطعہ زمین پر ۱۰ محرم الحرام ۱۳۸۲ھ مطابق ۱۴ جون ۱۹۶۲ء میلادیہ جمعیۃ اہلحدیث جموں کشمیر کے معززین و مؤقرین کے ہاتھوں سنگِ بنیاد رکھ کر تعمیر مسجد کا بفضل اللہ تعالیٰ آغاز کیا گیا اور ۱۳ ماہ شعبان المعظم ۱۳۸۴ھ موافق ۱۸ دسمبر ۱۹۶۴ء میلادیہ کو اس مسجد میں پہلا جمعہ مسلک اہلحدیث کے مطابق پڑھایا گیا اور بحمدہ تعالیٰ تاحال جاری وساری ہے

اور اب وقف تنظیم جمعیۃ اہل حدیث جموں و کشمیر کے ساتھ باقاعدہ طور پر مسجد کا الحاق ہو چکا ہے۔ علاقہ بڑہ مالنہ سرینگر کشمیر میں مسلک اہلحدیث کی ترویج کا باعث عارف باللہ مولانا محمد انور صاحب شوپیانی رحمۃ اللہ تعالیٰ کا ورود و قدوم بالخیر ہے جنہوں نے بظاہر اپنی ساری عمر توحید و سنت کی تبلیغ و ترویج کے لئے فی سبیل اللہ وقف کی تھی اور عمر بھر لوجہ اللہ تعالیٰ اپنوں اور غیروں کے سب و شتم کو جرأت و ہمت اور جوانمردی سے برداشت کرتے رہے کما ھی سجیۃ الصابرین فانھم لا یخافون لومۃ لائم پھر بھی اپنے عقیدۂ توحید و سنت میں مستحکم اور غیر متزلزل رہتے ہوئے ان کے پائے ثبات اور استقامت و استدامت میں ذرہ برابر جنبش نہ ہوئی مبالغہ نہ ہو تو حدیث نبوی ؐ ــــ

ان من امتی رجالًا الایمان اثبت فی قلوبھم من الجبال الرواسی ــ کا مصداق تھے۔ مرحوم فاضل و عالم، مفسر قرآن اور غیر مقلد بلند پایہ امام فقیہ ہونیکے علاوہ فارسی اردو، کشمیری زبان کے بے نظیر شاعر بھی تھے اور عمر بھر توحید و سنت کی زمزمہ سرائی کرتے رہے جسکے لئے موصوف کی تصانیف شاہد عادل ہیں قرار فرمان صحیفہ ربانی وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰہِ بظاہر محبت خداوندی بر دلش جاگزیں شدہ بود بدینوجہ نتیجۃً وقت انتقال بر بستر مرگ ایں چند کلمات بیش بہا بحمدہ تعالیٰ بر زبانش جاری و ساری بودند

مہماں را سلام من رسانید — خدا را واحد و یکتا بدانید

بامید جمالش کلمہ خوانید — بترسید از جلالش تا توانید

ای یا ایھا العزیز — ابلغ سلام الی احبائی

واخلائی وقل لهم ان الله واحدٌ فاعبدہ وقولوا لا الٰہ الا ھو ولا تایئسوا
من رحمتہ واتقوہ ما استطعتم کما ھو ذوالجلال والکمال درس یکہزار و سہ
صد و پنجاہ و نہ ہجری جان بجان آفرین سپرد فنور اللہ مضجعہ وھو الشکور العفور
اس پر مستزاد کہ اس علاقہ میں مسلک کی آبیاری میں مرحوم ہی کے فرزند اول مولوی
ابوالبشیر۔ عبدالغنی شوپیانی رحمہ اللہ کا زیادہ حصہ ہے۔ چنانچہ موصوف بٹہ مالنہ بنہ
پورہ میں کئی سال تک مسلسل اور متواتر طور پر ہفتہ وار تبلیغی مجالس میں نماز عشاء کے بعد
قریب قریب تین تین گھنٹوں تک انبیاء کرام علیہم السلام کے واقعات اور حضرت
صادق المصدوق صلوات الرحمٰن وسلامہ علیہ کی سیرت طیبہ سے حاضرین کو محظوظ فرماتے
کیونکہ مرحوم بھی جملہ دینی علوم قرآن وحدیث کے علاوہ فرائض و عروض، حرف و نحو،
معانی و بدیع اور عربی فارسی اور اردو زبان میں یگانہ روزگار تھے اور ایک نامور محقق
اور جید مصنف کی حیثیت رکھتے تھے۔ سیالکوٹ میں بڑے بڑے قادرالکلام اور ماہرین
فن اساتذہ سے اُسی زمانہ میں اپنی تعلیم کے آخری مرحلہ میں مصروف و مشغول اور منہمک
تھے جب کہ استاذ پنجاب حافظ عبدالمنان صاحب وزیرآبادی اور عبدالعزیز رحیم آبادی
صاحب حسن البیان جیسے بلند پایہ علمائے سنت اور مشتغلین بالحدیث بحیثیت اساطین
امت بقید حیات موجود تھے یہ جامع الکمالات عالم جلیل بالآخر ۴ جنوری ۱۹۶۵ء سنہ میلادیہ
کو اپنے خالق حقیقی سے جاملے اور اپنے پیچھے عربی و فارسی اور کشمیری زبان میں نظم و نثر
میں بیش بہا اور واجب الاہتمام تصانیف کثیرہ بطور یادگار قابل قدر نقوش چھوڑ گئے اعلیٰ

اللہ درجاتہٗ فی علیین۔

خداوند علیم وحکیم جلّت قدرتہ میرے مشفق اُستاد مرحوم عبدالرحمٰن نوری کو بھی اپنی مغفرت کاملہ سے نوازے جن کی کوششوں سے میں تھوڑی بہت دینی صلاحیت حاصل کرچکا اگرچہ اس بارے میں میرے اور بھی کئی اساتذۃ الکرام ہیں لیکن درس وتدریس میں مرحوم کا ہی وافر حصّہ ہے نیز موصوف کے علم وفضل۔ پُرفصاحت خطابت اندازبیان وغیرہ سے کشمیر کے سبھی موحدین باخبر ہیں۔ مرحوم نے کشمیر کی جنگ آزادی میں بھی چھ ماہ کی قیدوبند کی صعوبت برداشت کی تھی ۲۰ ر فروری ۱۹۷۸ ء میلادیہ کو دنیائے فانی سے کوچ کر گئے۔ غفراللہ عن ذنبہ من الصغائر والکبائر وھوارحم الراحمین۔

میں مسجد اہلحدیث بٹہ مالنہ میں جمعہ پڑھنے والے بھائیوں، عزیزوں اور بہنوں کا حد سے زیادہ شکرگذار ہوں کہ رسالہ کی اشاعت کے لئے انہوں نے مجھ کو مالی تعاون سے نوازا۔ خصوصًا انتظامیہ مسجد کی قابل قدر اور گرانمایہ کوشش میرے لئے بڑی ہی حوصلہ افزائی ہے رب العالمین ان سب کو اس کا نعم البدل عطا کرے ساتھ ہی محمد عبداللہ شیخ صاحب بٹہ مالنہ کا بھی تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے رسالہ کی طباعت وکتابت اور دیگر ضروریات میں بڑی ہمدردی اور محنت شاقہ کا مظاہرہ کیا مکتب الدعوۃ الاسلامیۃ لاہور سے رسالہ ہٰذا حاصل کرکے اُن سے رسالہ چھاپنے کی اجازت بھی حاصل کی۔ چنانچہ یہ ہمارا پہلا رسالہ شائع ہو رہا ہے

اللہ جل شانہٗ ہماری ان کوششوں کو بار آور اور کثیر المنافع بنائے اور مزید در مزید
کتب و رسائل چھاپنے کی توفیق عطا فرمائے ولہ الحمد اولاً و اخراً وھو ربنا و
رب العرش الکریم والصلوۃ والسلام علیٰ اشرف الانبیاء والمرسلین و
علیٰ الہ وصحبہ اجمعین

بفضلہٖ تعالیٰ — نہ شیخ شہر نہ شاعر نہ خرقہ پوش اقبال
فقیرِ راہ نشین است و دل غنی دارد کا مصداق

ابو الزبیر عبد الرشید بٹ الطاہری عرفاً والسنم عقیدۃً والسلفی
مسلکاً۔ حفظہ اللہ ورعاہٗ

۱۔ پرنسپل الکلیۃ السلفیہ سری نگر۔ کشمیر

۲۔ چیف مبلغ مسجد اہل حدیث بٹہ مالو سرینگر کشمیر
۳۔ اول نائب صدر جمعیۃ اہلحدیث جموں و کشمیر سرینگر
۷ رشوال المکرم ۱۴۰۱ھ ہجریہ موافق ۸ راگست ۱۹۸۱ء میلادیہ

یلوح الخط فی القرطاس دھراً ؛ وکاتبہٗ رمیمٌ فی التراب

ہم وہی اسلام چاہتے ہیں جس کا عملی نمونہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کیا ہے۔

——— جمعیۃ اہل حدیث جموں وکشمیر

ایک مرتبہ کسی شخص نے امام ابو حنیفہؒ سے معلوم کیا کہ آپ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی مخالفت کرتے ہیں؟

امام ابو حنیفہؒ نے جواب دیا:

"ایسے شخص پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی مخالفت کرے۔ اللہ تعالیٰ نے ان ہی کے ذریعہ تو ہمیں عزت بخشی ہے اور ان ہی کے باعث عذاب جہنم سے بچایا ہے۔"

(الانتقاء لابن عبد البر ص ۱۴۰، ۱۴۱)